تألیف مولانا سید مہدی بن نجف علی الحسینی الرضوی العظیم آبادی

تذکرۂ آیۃ اللہ سید حسن ابن حضرت غفران مآب طاب ثراہ

مترجم: محمد صادق خانصاحب جونپوری

قسط۔۱۱

عالم عامل وفاضل کامل وثقه باوقار وورع عالی مقدار بود۔مولد شریفش روز بست ویکم ماه ذی القعده سال یک هزار دو صد پنج هجری در بلده لکهنؤ است۔ بخدمت والد ماجد خود وهم نزد جناب مولانا ومقتدانا مجتهد العصر والزمانی دام ظله العالی تحصیل علم نموده بود ودر تقوی وزهد ومروت وسلامت طبع وحلم وانکسار نفس ومکارم اخلاق وسائر محامد ذاتی وصفاتی نظیر خود نداشت۔ جناب مستطاب مولانا ومقتدانا سید العلماء الاعلام سند المجتهدین الکرام سید حسین دامت فیوضه در اجازه خود که از برای قدسی صفات استاذنا المعظم عمدة العلماء المتبحرین جناب سید محمد هادی لازالت شموس افاداته طالعة نوشته اند میفرمایند که من وجناب مکرم ومعظم فاضل متورع مقدس عالم عامل ماجد حاوی مکارم ومحامد برادرم سید حسن اَفَاضَ اللّٰهُ عَلٰی رُوْحِهٖ سوابق المنن در اکثر اوقات باجناب مستطاب عالم المعی ومقدس لوذعی برادرم سید مهدی مرحوم مشارکت واستفاده ودرس علوم بخدمت جناب غفرانمآب والدماجد خود علیه الرحمه

(آیۃ اللہ سید حسن) عالم عامل، فاضل کامل،ثقہ باوقار اور ورع عالی مقدار تھے۔جناب کی ولادت باسعادت اکیسویں ماہ ذی القعدہ سنہ ۱۲۰۵ھ۔ق۔کوشہر لکھنو میں ہوئی۔ اپنے والد ماجد نیز جناب مولانا ومقتدانا مجتہد العصر والزمان دام ظلہ العالی کی خدمت میں تحصیل علم فرمائی تھی۔ زہد وتقویٰ، مروت، سلامت طبع،حلم، انکسار نفس، مکارم اخلاق اور دیگر ذاتی خوبیوں اور صفات میں آپ بےنظیر تھے۔

جناب مستطاب مولانا ومقتدانا سید العلماء الاعلام،سند المجتہدین الکرام جناب سید حسین دامت فیوضہ اپنے اس اجازے میں جو جناب استاذنا المعظم،عمدۃ العلماء المتبحرین، جناب سید محمد ہادی لازالت شموس افاداتہ طالعۃ کے لئے تحریر کیا ہے فرماتے ہیں: ''میں اور میرے بھائی جناب مکرم ومعظم ،فاضل متورع مقدس،عالم عامل ماجد، حاوی مکارم ومحامد جناب سید حسن افاض اللہ علیٰ روحہ سوابق المنن اکثر اوقات جناب مستطاب عالم المعی ،مقدس لوذعی، میرے بھائی جناب سید مہدی مرحوم کے ہمراہ اپنے والد ماجد جناب غفران مآبؒ کی خدمت میں علم کے حصول کے

داشتیم وهر دو برادران موصوف باوصف حداثت سن در آن زمان در جودت ذهن مثل دو اسپ گرو بسته مساوات باهم داشتند بلکه شهسوار میدان فضل وکمال بودند من که کوچکترین ایشانم متابعت درس ایشان میکردم وبرادرم سید مهدی علیه الرحمه در علم کمال ودقت نظر درعلوم میان هرسه برادران امتیاز داشت ودرین مضمار سابق ترین مابود لهذا مقدم ومشار الیه وممتاز بقرأت درس بخدمت آنجناب بود۔ پس بعضی مردم بخدمت برادرم سید حسن مرحوم عرض کردند که شما بحسب سن از جناب سید مهدی بزرگترید وباوصف این معنی چرا خود را باستماع قرأت او ومشارکت درس بااو در معرض متابعت انداخته اید۔ آن جناب از غایت ورع وتقوی وسلامت طبع وقوت عقل وغلبه برهوای نفسانی وکمال انصاف که داشت در جواب فرمود که مدارج علم وفهم از مواهب وعطایای حق تعالی است وبرادرم اگرچه از من بحسب سن کوچکتر است لیکن بعنایت الهی درعلم وفهم بهره اکمل دارد پس مرا کجا جائز است که اعراض از مشارکت او نمایم واز راه غرور بحمیت جاهلانه کاربند شوم واز حق غفلت ورزم۔ پس جناب غفرانمآب کلام او را تحسین فرمود وخصال حمیده اش را مشکور داشت وایضاً جناب مولانا سید العلماء دام ظله العالی میفرماید که جناب سید حسن موصوف مرحوم کثیر الحیاء وعظیم العنا وجمیل البهاء بود ودر ابتدای حال بسبب قلت کلام وشدت

لئے شریک رہتے تھے، اور دونوں بھائی کم سنی کے باوجود اس زمانے میں حدت ذہن میں ایک دوسرے کے برابر تھے؟ بلکہ میدان علم وفضل کے شہسوار تھے اور میں جو کہ ان میں سب سے چھوٹا تھا ان کی اتباع کرتا تھا۔

میرے بھائی سید مہدی علیہ الرحمہ، علم وکمال اور دقت نظر میں ہم تینوں بھائی میں ممتاز تھے اور اس مضمار میں سب سے پرانے ہونے کی وجہ سے جناب کی خدمت میں قرائت درس میں مقدم وممتاز تھے۔ کچھ لوگوں نے میرے بھائی سید حسن مرحوم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ سن کے اعتبار سے سید مہدی سے بڑے ہیں، لیکن اس کے باوجود استماع قرائت اور درس میں شرکت کے سلسلے میں کیوں ان کی اتباع کرتے ہیں؟ جناب سید حسن مرحوم نے غایت ورع و تقویٰ کی وجہ سے جواب دیا کہ علم وفہم کے درجے اللہ تعالیٰ کے مواہب وعطایا میں سے ہے، میرا بھائی اگرچہ سن کے اعتبار سے مجھ سے چھوٹا ہے، لیکن عنایت الٰہی کے باعث علم وفہم سے مکمل طور پر بہرہ مند ہے۔

پس میرے لئے کہاں جائز ہے کہ ان کے درس میں مشارکت سے اعراض اور غرور کی وجہ سے جاہلانہ غیرت و شرم پر عمل کروں اور حق سے غافل ہوجاؤں۔ جناب غفرانمآب نے ان کے کلام کو سراہا اور ان کے خصال حمیدہ کو پسند فرمایا۔

ایضاً جناب مولانا سید العلماء دام ظلہ العالی فرماتے ہیں کہ جناب سید حسن مرحوم کثیر الحیا، عظیم العنا اور جمیل البہا تھے۔ شروع شروع میں قلت کلام اور حیا کی

استحیایی که داشت جودت بیان از آن جناب ظاهر نمیشد مگر آنکه مرا باآنجناب در بعض مسائل علم کلام اتفاق مباحثه افتاد وآن جناب بتحریر اشکال درآنچه که بمبحث اثبات ذات واجب واستدلال تعلق دارد ابتدا فرمود وسن شریفش در آن وقت بنوزده‌سال رسیده بود۔ پس آن جناب کلامی وافی در غایت متانت وفصاحت بیانی تحریر نمود بنهجی که ازان علو شان آن جناب بر من ظاهر شد ومن جوابش بتحریر آوردم وانچه لغزش در کلام آن جناب بخاطرم رسید نوشته بر آن جناب عرض کردم پس آن جناب استحسان آن فرمود وآن اول کلامی بود که تحریر آن از انجناب واز من بعمل آمد لیکن این اوراق که دران مبحث نوشته بودیم بحسب اتفاق ضایع شد۔ وآن جناب در وقت دروس بر اصل اقلیدس که آنرا محقق طوسی علیه الرحمه تحریر فرموده بود بعض تعلیقات وحواشی نوشت واز جمله لطایف تحقیقات آن جناب است ورساله در تحقیق تعلیق بمشیت الهی که هم از شرایف افادات آن جناب است وغیر اینها دیگر انچه از نتائج افکار آنجناب بمنصّهٔ ظهور رسیده از باقیات صالحات است۔ انتهی محصل ما افاده دامت برکاته۔ مولف گوید

الحق که جناب مرحوم باغایت فضل وکمال از راه انکسار واستحیاء اظهار علم خود نمی فرمود۔ حقیر کثیر التقصیر بسیار حاضر خدمت فیض درجت آن جناب بوده ام وآن جناب را در اوصاف تواضع وحلم وزهد وجودت

زیادتی کے باعث جناب کا جودت بیان ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ مجھ کو بعض کلامی مسائل میں جناب سے مباحثہ کرنے کا موقع ملا اور اس وقت جناب کا سن ۱۹ سال تھا، اور اثبات ذات واجب کے استدلال سے متعلق اشکالات کو تحریر کرنا شروع کیا لیکن جناب نے ایک وافی و کافی اور نہایت متانت وفصاحت سے اس مضمون کو تحریر فرمایا۔ اس طرح ان کی علوشان مجھ پر ظاہر ہوئی اور میں نے اس کا جواب تحریر کیا اور میرے ذہن میں جو کچھ غلطی ان کے کلام میں نظر آئی اسے لکھا اور جناب کی خدمت میں پیش کیا۔ جناب نے تعریف کی اور یہ پہلا مضمون تھا جو میں نے اور جناب نے تحریر کیا تھا۔ لیکن وہ اوراق جس میں بحث تحریر تھی بحسب اتفاق ضایع ہوگئی۔

آں جناب نے طالب علمی کے زمانے میں محقق طوسیؒ کی لکھی ہوئی کتاب ''اصل اقلیدس'' پر تعلیقات و حاشیے تحریر کئے جو جناب کے لطایف تحقیقات میں سے ہے۔ مشیت الٰہی سے تعلیق کے سلسلے میں ایک رسالہ بھی جناب کے شرایف افادات میں سے ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ جناب کی فکر کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا وہ ''باقیات صالحات'' ہے۔

مولف فرماتے ہیں بے شک جناب مرحوم نہایت فضل وکمال کے باوجود، شکستہ نفسی، انکسار نفس اور حیا کی وجہ سے اپنے علم کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ یہ حقیر پر تقصیر اکثر اوقات اس فیض درجت کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور جناب کو تواضع وحلم، زہد ومروت، محاسن اخلاق، سکون

ومحاسن اخلاق وسکینه ووقار والتزام اکثر اداب مستحبه قلیل نظیر یافته ام۔ بسیار مقدس رحیم کریم ورقیق القلب وکم سخن بود ودر اواخر عمر خود از مدتی مدید معاشرت اکثر مردم را ترک فرموده هرگاه از خانه فیض کاشانه خود بیرون تشریف می آورد غالباً از دو حال خالی نبود یا برای نماز متوجه مسجد می شد ویا برای سعی در حوایج بعض مؤمنین نزد جناب سید العلماء سابق الالقاب دام ظله العالی تردد می فرمود غیر ازین قدم از گوشه عزلت کمتر بیرون می نهاد همیشه اوقات شبانروزی خود را در عبادات الهی میداشت پاس مرتبه جناب مولانا سید العلماء باوصف آنکه بحسب سن از آن جناب کوچکتر است بسیار ملحوظ میدانست وبطوع ورغبت تمام در نماز جماعت برای اقتدا بآنجناب حاضر میشد وهرگاه خود قبل از جناب داخل مسجد میشد اول انتظار آن جناب میفرمود واگر آن جناب نمی رسید خود عازم نماز جماعت بامردم میشد وهرگاه بحسب اتفاق بعد از آن مرحوم داخل مسجد میشد وهنوز نماز شروع نشده بود وآن مرحوم جناب را باصرار والحاح تمام برخود مقدم میداشت واقتدا میفرمود واگر شروع بنماز فرموده بود جناب مولانا بکمال فروتنی در بعض صفوف متاخره حاضر شده اقتدا بانجناب میفرمود وان جناب بعد از نماز عذر خواهی بسیار واظهار علو منزلت جناب مولانا سابق الالقاب و عدم لیاقت خود از راه انکسار میفرمود و کمال تواضع وانکسار از

قلب، وقار اور مستحبہ آداب کی پابندی میں قلیل النظیر پایا۔ بہت ہی مقدس، رحیم، کریم، رقیق القلب اور کم سخن تھے۔ اپنی عمر کے آخری حصے میں ایک لمبے عرصے سے اکثر لوگوں سے ملنا جلنا بند کردیا تھا۔ جب فیض مکان سے برآمد ہوتے تھے تو دو حال سے خالی نہیں تھا۔ یا تو نماز کے لئے مسجد جاتے تھے یا مومنین کی حاجت روائی کے لئے جناب سید العلماء سابق الالقاب دام ظلہ کی خدمت میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ گوشہ عزلت سے بہت کم قدم باہر نکالتے تھے اور اپنے دن رات کے اکثر حصے میں خود کو عبادت الٰہی میں مصروف رکھتے تھے۔

سن میں اپنے سے چھوٹے ہونے کے باوجود سید العلماء کا بہت پاس ولحاظ رکھتے تھے اور شوق ورغبت سے ان کی اقتدا میں نماز جماعت پڑھنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اگر خود جناب سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے تھے تو پہلے جناب کا انتظار کرتے تھے، اگر سید العلماء نہیں آتے تھے تو خود نماز جماعت پڑھانے کے لئے آگے بڑھتے تھے۔

اور اگر اتفاق سے جناب مرحوم کے بعد داخل ہوتے تھے اور نماز ابھی شروع نہیں ہوئی ہوتی تو مرحوم جناب سید العلماء کو اصرار والحاح تمام سے خود پر مقدم رکھتے تھے اور خود اقتدا کرتے تھے۔ اگر نماز شروع ہو چکی ہوتی تھی تو جناب مولانا کمال فروتنی سے پیچھے کی صفوں میں کھڑے ہو کر سید العلماء کی اقتدا کرتے تھے اور نماز کے بعد جناب بہت معذرت خواہی کرتے اور جناب مولانا کے علو منزلت اور اپنی عدم لیاقت کو شکستہ نفسی کی وجہ سے ظاہر کرتے

جانبین بمیان می آید وهمچنین هرگاه شخصی بخدمت آن جناب قدسی مآب مسئله از مسائل فقیهه را می پرسید اول بکمال تامل جواب میفرمود که چنین بخاطرم است وبعد ازان از راه غایت احتیاط حواله بر رای جناب مولانا دامت فیوضه میکرد که از ایشان هم پرسند زیرا که من صاحب فتوی نیستم۔

بالجمله اوصاف جمیله آن جناب علیه الرحمة والغفران زیاده از انست که درین مقام ذکر توان نمود۔ ترحم بر مساکین ولطف وعطف بحال مومنین بسیار داشت اهل احتیاج را مخفی اعانت می فرمود واکثر امور خیر را بنهجی بجا می آورد که کمتر بود که کسی مطلع شود۔ از شدت حیا همیشه نگاه بسوی زمین داشت وبعد از نماز درهنگام دعا برای مغفرت وانجاح مطالب اکثر مومنین نام بنام ایشان را ذکر می فرمود وهم چنین در قنوت نماز وتر از برای چهل مومن نام بنام دعا میکرد وهمیشه تمنای حج بیت الله الحرام وزیارت ائمه انام علیهم الصلوة والسلام بخاطر داشت ودر قنوت هر نماز آن نعمت عظمی را بخضوع وخشوع می طلبید وآن جناب کثیر الذکر وطویل الرّکوع والسجود بود واکثر اوقات صایم النهار وقائم اللیل می بود وبرای هر نماز تجدید وضو می فرمود وغالب که تجدید آنرا بصیغه نذر بر خود واجب گردانیده بود ودر مدارج طهارت وغیران التزام احتیاط بسیار داشت وعادت آنجناب که هر روز چون برای عصر بمسجد تشریف می آورد تا یکپاس شب

تھے اور دونوں لوگ کلمات تواضع وانکسار بیان فرماتے تھے۔

اسی طرح جب کوئی شخص جناب قدسی صفات سے کوئی فقہی مسئلہ پوچھتا تھا تو پہلے تفکر وتامل کے بعد فرماتے تھے کہ میرے ذہن میں ایسی بات ہے اور پھر نہایت احتیاط کے باعث مسئلہ کو مولانا دامت فیوضہ کی رائے کے حوالے کرتے تھے کہ ان سے پوچھ لیجئے چونکہ میں صاحب فتویٰ نہیں ہوں۔

خلاصہ یہ کہ جناب علیہ الرحمہ کے اوصاف حمیدہ اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ یہاں نقل کیا جاسکے۔ غریبوں پر رحم کرنے والے اور مومنین کے حق میں لطف ومحبت رکھتے تھے۔ ضرورت مندوں کی چھپ کر مدد کرتے تھے اور اکثر خیریہ کاموں کو اسی طرح انجام دیتے تھے کہ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ کوئی متوجہ ہو۔ حیا کی شدت کی وجہ سے ہمیشہ زمین پر نظر رہتی تھی۔ نماز کے بعد دعا کرتے وقت اکثر مومنین کی مغفرت اور حاجت روائی کے لئے نام لے لے کر دعا کرتے تھے۔

اسی طرح نماز وتر کے قنوت میں چالیس مومنوں کے لئے نام لیکر دعا کرتے تھے۔ ہمیشہ حج بیت اللہ اور روضات ائمہ انام علیہم السلام کی زیارت کی تمنا دل میں رہتی تھی۔ ہر نماز کے قنوت میں خضوع وخشوع کے ساتھ اس نعمت عظمیٰ کو طلب فرماتے تھے۔

سید حسن مرحوم کثیر الذکر، طویل الرکوع والسجود اور اکثر صائم النہار اور قائم اللیل تھے۔ ہر نماز کے لئے تجدید وضو کرتے تھے جس کو صیغہ نذر کے ذریعے اپنے اوپر واجب قرار دیا تھا۔ طہارت اور دیگر امور میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ جنابؒ روزانہ نماز ظہر وعصر کے لئے مسجد تشریف لے جاتے تھے اور دیر رات تک عبادت وذکر الٰہی

گذشته در مسجد می بود و ملازم عبادات و ذکر الهی بود و چون از نماز عشا فارغ می شد در آنوقت اگر جمعی از مومنین را در مسجد نشسته می یافت پرسش احوال و تفقد بحال ایشان می فرمود و بکمال الطاف و دل سوزیها بمواعظ و نصایح و ترغیب در ذات الهی ایشانرا مستفیض میفرمود و اگر مردم از مسجد می رفتند آن جناب مشغول تعقیبات و دعا وتضرع و عبادت و اذکار میشد تا انکه بوقت معهود از مسجد بخانه اقدس مراجعت می فرمود و در قناعت وصبر عدم رغبت بالذات دنیوی وتذکره مقامات اخروی و سائر فضائل صوری و معنوی درجه قصوی ومرتبه علیا داشت۔ وتصانیف انیقه آنجناب شاهد بحر علوم اوست۔ از ان جمله رساله عربیه است در ان چه تعلق بگفتن ''انشآء اللّٰہ'' دارد و حواشی تحریر اقلیدس که اشاره بآن شد و در کلام جناب مولانا سید العلماء دام ظله العالی گذشت و دیگر از آنجمله رساله در احکام اموات و رساله در علم قرأت است و رساله تذکرة الشیوخ و الشبان در مواعظ کتاب مبسوط در اصول دین بزبان هندی که مشتمل بر فوائد جلیله ومطالب نبیله است و در ضمن آن حکایات لطیفه مشتمل بر صنایع و بدایع و پند و نصایح و امثال آن بسیار مسطور است و عزم داشت که اگر اجل مهلت دهد ترجمه آنرا بفارسی و بعد از ان بعربی علیحده تصنیف فرماید و وصیت در تکمیل آن فرموده بود چون آنجناب وفات یافت کتاب مذکور اگرچه تمام شده بود لیکن هنوز در مسوده بود و بعض

میں مشغول رہتے تھے۔نماز عشاء سے فراغت کے بعد اگر کچھ مومنین کو مسجد میں بیٹھا ہوا پاتے تھے تو ان کی حال چال پوچھتے تھے اور نہایت لطف و مہربانی سے اپنے وعظ و نصیحت اور اللہ کی رضاجوئی کی ترغیب کے ذریعے ان کو مستفیض فرماتے تھے اور اگر لوگ مسجد سے جا چکے ہوتے تھے تو تعقیبات اور دعا و تضرع و عبادت و اذکار میں مشغول ہوتے تھے، یہاں تک کہ اپنے وقت پر مسجد سے خانہ اقدس کی طرف مراجعت کرتے تھے۔قناعت وصبر اور لذات دنیوی میں عدم رغبت اور مقامات اخروی کی یاد دہانی اور دیگر صوری اور معنوی فضائل میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔

جناب کے تصانیف انیقہ جو ان کے بحر علوم ہونے کے گواہ ہیں: ''انشاء اللہ'' کہنے کے متعلق ایک عربی رسالہ۔تحریر اقلیدس پر حواشی ،احکام اموات پر ایک رسالہ،علم قرائت میں ایک رسالہ، وعظ کے موضوع پر رسالہ، تذکرۃ الشیوخ والشبان،اصول دین پر ہندی زبان (اردو) میں ضخیم کتاب جو فوائد جلیلہ و مطالب نبیلہ پر مشتمل ہے،جس کے ضمن میں صنایع و بدایع و پند و نصائح و غیرہ پر مشتمل حکایات لطیفہ بیان ہوا ہے۔جناب کا ارادہ تھا کہ اگر اجل مہلت دے تو اس کا ترجمہ فارسی میں اور اس کے بعد عربی میں الگ سے تحریر کریں اور اس کے تکمیل کی وصیت فرمائی تھی۔

جب جناب کی وفات ہوئی تو اگرچہ کتاب تمام ہو چکی تھی لیکن ابھی مسودے کی صورت میں تھی اور بعض

مواضع آن نانوشته مانده لهذا جناب مستطاب استاذنا المکرم عمدة العلماء الاکارم جناب سید محمد هادی دام ظله العالی متوجه تبییض وتکمیل مواضع ملتوی مانده اش شده اند وفات جناب مستطاب مولانا سید حسن مرحوم موصوف در روز یازدهم شوال سنه یکهزار ودو صد وشصت هجری در بلده لکهنؤ واقع شد مدت عمر شریف پنجاه وچهار سال ودو ماه وبست روز بود ودر روز وفات آنجناب مشاهده شد که خلقی کثیر از فضلای عظام وصلحای فخام وطلبه علوم وسادات کرام بمشایعت جنازه رحمت اندازه اثر حاضر بودند واشک حسرت از دیدهٔ حق بین می ریختند وکف افسوس بیاد اکثر صفات قدسیه که مخصوص ذات اقدسش بود میمالیدند۔ سیّما بر جناب مولانا ومقتدانا مجتهد العصر والزمان سلطان العلماء وجناب مولانا سید العلماء دامت برکاتهما حزن والم بسیار راه یافت وجناب سلطان العلماء دام ظله العالی باجمعی کثیر از اکابر واصاغر که حاضر بودند بنماز بر آنجناب قیام فرمود وآنجناب در دار التعزیه حسینیه تعمیر والد بزرگوار خود قرب مدفن منورش به پهلوی قبر برادر نامدار خود جناب سید مهدی مرحوم مدفون شد۔ مؤلف حقیر را روزی در حیات آنجناب بعد ازآنکه از نماز جماعت باقتدای آنجناب فارغ شده بودم بخاطر گذشت که آیا ثواب نماز در عقب آنجناب زیاده تر است یا در عقب جناب مولانا سید العلماء دام ظله العالی ناگاه درآن شب

جگہیں بغیر لکھی رہ گئی تھیں، لہٰذا جناب مستطاب استاذنا المکرم، عمدۃ العلماء الاکارم جناب سید محمد ہادی دام ظلہ العالی کتاب کی چھوٹی ہوئی عبارتوں کی تکمیل وتبییض کی طرف متوجہ ہوئے۔

ماہ شوال کی گیارہویں تاریخ سنہ ۱۲۰۶ ہجری میں لکھنؤ میں وفات ہوئی۔ جناب کی عمر شریف ۵۴ سال دو مہینہ اور بیس دن تھی۔ جناب کی وفات کے دن یہ دیکھنے میں آیا کہ فضلائے عظام، صلحائے فخام، طلاب علوم، سادات کرام وغیرہ پر مشتمل ایک خلق کثیر جنازہ رحمت مآب کی تشییع کے لئے حاضر ہوا تھا اور دیدہ حق بین سے اشک حسرت بہا رہے تھے اور جناب کی ملکی صفتیں جو انکی ذات اقدس سے مخصوص تھی کو یاد کر کے کف افسوس مل رہے تھے۔

خاص کر جناب مولانا ومقتدانا مجتہد العصر والزمان سلطان العلماء اور جناب مولانا سید العلما دامت برکاتہما پر بہت زیادہ حزن والم طاری تھا۔ جناب سلطان العلماء نے اکابر واصاغر کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ جو حاضر تھے جنابؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جناب اپنے والد بزرگوار کا بنا کردہ حسینیہ میں ان کے مدفن منور اور اپنے برادر نامدار سید مہدی مرحوم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

جناب سید حسن مرحوم کے زمانے میں ایک روز جناب کی اقتدا میں نماز جماعت سے فراغت کے بعد اس حقیر کے ذہن میں یہ بات آئی کہ کیا سید حسن مرحوم کے پیچھے نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے یا مولانا سید العلماء دام ظلہ العالی کے عقب میں نماز پڑھنے کا۔ اس رات خواب میں

بخواب دیدم که گویا شخصی میگوید که الحسن فی الجنان والحسین فی الجنان بگفتن وبتواتر وتوالی این کلمه متوجه من بوده میگوید که معنی این بگو وهیبت ورعب او بسیار برمن غالب شد وترسان ولرزان در حیرت بودم که چه معنی بگویم لکن این حدیث شریف بخاطر بود که "الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة" پس درهمان حال ملهم شدم که هر دو ایشان که البته در بهشت خواهند بود بلکه مراد ازین کلمه آن باشد محبان وپیروان ایشان هم از اهل بهشت اند چون بیدار شدم فهمیدم که این تنبیه اضعف العباد بود در باب ترجیح فیما بین این بزرگوار که همنام آن دو امام عالی مقام اند وفکر وخوض در تفضیل یکی بر دیگری ضرور نیست وبهر حال اقتدا بهریکی از ایشان موجب حصول مدارج عالیه در جناب است وگاهی قصه این خواب را پیش کسی نقل نه کردم تا آنکه آن عالم مقدس ومعظم وسمی سبط اکبر سید عالم از دنیای فانی بجوار رحمت جاودانی پیوست وبعضی از افاضل بنی اخوان آنجناب در تاریخ وفاتش این قطعۂ حساب اتفاق بنظم آوردند:

سید حسن آن سید عباد زمن
در خلد برین رفت بگلگشت چمن
معنی حدیث از سر الهام بخوان
سردار جوانان جنان است حسن

وآنجناب دو فرزند ارجمند که سید حسن مثنیٰ ودیگر فرزند حسن معروف بسید مهنا سلمهما اللّٰہ تعالیٰ یادگار گذاشت ویک صبیّہ که در عقد جناب سید مرتضی فرزند ارجمند جناب مجتهد العصر والزمانی سلطان العلماء دام ظله العالی است۔

دیکھا کہ گویا ایک شخص کہہ رہا ہے الحسن و الحسین فی الجنان۔ بار بار یہ کہتے ہوئے میری طرف متوجہ تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس کے معنی بتاؤ۔ اس کی ہیبت اور رعب مجھ پر غالب آ گئی۔ ترسان ولرزان حیرت میں تھا کہ کیا کہوں لیکن یہ حدیث شریف میرے ذہن میں تھی کہ الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة۔

پس مجھ پر الہام ہوا کہ بے شک یہ دونوں جنت میں ہونگیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے چاہنے والے اور دوست بھی جنت میں جائینگے۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو سمجھ میں آیا کہ یہ ضعیف العباد کے لئے ان دونوں بزرگوں جو دو امام عالی مقام کے ہمنام تھے کے مابین ترجیح کے سلسلے میں تنبیہ تھی، لہٰذا ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے سلسلے میں سوچنا غلط ہے اور ان میں سے کسی کی بھی اقتدا حصول مدارج عالیہ کا باعث ہے۔ اس عالم مقدس ومعظم وسمی سبط اکبر کے اس دار فانی سے رحمت جاودانی کی طرف کوچ کرنے سے پہلے میں نے اس خواب کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا۔

جناب کے بھائیوں میں بعض افاضل نے جنابؒ کی تاریخ وفات میں اس قطعے کو نظم کیا:

سید حسن زمانے کے عبادت گزاروں کے سردار
سیر چمن کے لئے خلد بریں تشریف لے گئے
حدیث کے معنی کو الہام کے سر سے پڑھو
حسن جوانان جنت کے سردار ہیں

جناب نے دو فرزند ارجمند یعنی سید حسن مثنیٰ اور دوسرے سید حسن معروف بہ سید مھنا سلمھما اللہ اور ایک صبیہ (بیٹی) جو جناب مجتہد العصر والزمان سید العلماء دام ظلہ العالی کے فرزند خلاصۃ العلماء جناب سید مرتضیٰ کے عقد میں ہیں، یادگار چھوڑے۔

(جاری)